بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

گذشتہ ماہ نظرات میں ندوۃ المصنفین اور برہان کی صبر آزما اور حوصلہ شکن پریشانیوں کا ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا گیا تھا کہ "اندازہ ہے کہ جنوری ۱۹۷۲ء سے برہان کی اشاعت ملتوی کرنی پڑے گی" اس جملہ نے برہان کے بعض قدر شناسوں کو بے چین و بے تاب کر دیا اور انھوں نے سخت اصرار کیا ہے کہ برہان کی اشاعت ہرگز ملتوی نہ کی جائے ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ جلد ہی کوئی باقاعدہ اور منظم پروگرام بنا کر برہان کو مصائب و آلام کے منجدھار سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔

اب اس حقیقت کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ان چند قدر شناسوں کے وعدہ اور یقین دہانی کے باوجود میری ذاتی رائے قطعی طور پر یہی تھی کہ برہان کی اشاعت نہ صرف یہ کہ ملتوی کی جائے، بلکہ اسے بالکل بند کر دیا جائے، کیونکہ حالات اس درجہ سخت اور بہت گسل ہیں کہ یہ قلب ناتواں ان کا حریف نہیں بن سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ سخت ہوش ربا گرانی اور اشیائے ضروری کی نایابی کے باوجود یہاں کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے اور کون سے کام بند ہو گئے ہیں، لیکن برہان کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اس کا معیار گرا کر اسے مذاقِ عوام کا مجلہ نہیں بنایا جا سکتا اور اصحابِ برہان اپنی وضع خود داری کو خیر آباد کہہ کر حصول زر کے تیسرے درجہ کے پامال ذرائع کو اختیار نہیں کر سکتے، جس کی صداقت پر برہان کی سی وشش سالہ تاریخ گواہ ہے، ندوۃ المصنفین

کی کتابوں اور برہان کے قدر دانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ پاکستان میں ہے، ان سے ربط وضبط کا سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد ندوۃ المصنفین اور برہان دونوں کا دم گھٹ کر رہ گیا تھا، لیکن جس طرح بھی ہوا طلوعِ سحر کی امید پر شبِ تاریک کی صعوبتیں برداشت ہوتی رہیں اور

جس طرح بن پڑا ترے غم سے کیا نباہ
آنسو نہ جب رہے تو ہنسی اختیار کی

لیکن بھارت کے مسلمانوں کی بلند پایہ علمی اور دینی کاموں کی طرف سے افسوسناک بے توجہی بلکہ بے حسی ہی کچھ کم ابتلا نہیں تھی کہ اب کاغذ کی ہوش ربا گرانی نے رہی سہی طاقتِ صبر و برداشت ختم کر دی۔ ان حالات میں اگرچند دوستوں نے کوئی جد وجہد بھی کی تو اس کا حاصل کس طرح برہان اور ندوۃ المصنفین کی مستقل بقا کا ضامن ہو سکتا ہے:

زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئیں گے کیا؟

پس یہ خیال تھا جس کے باعث میں "برہان" کو جاری رکھنے کا حامی نہیں تھا۔ لیکن برادر محترم مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی کا مزاج اور ان کی طبیعت اس معاملہ میں مجھ سے مختلف ہے، ان کا اصول زندگی یہ ہے کہ "پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ" ۱۹۴۷ء کے عظیم حادثہ کے بعد بھی میری اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قطعی رائے وہی تھی جو آب ہے، لیکن یہ تنہا ان کا حوصلہ، عزم اور ولولہ تھا جس نے ادارہ اور برہان کے تنِ مردہ میں پھر از سر نو جان پیدا کرنے میں مسیحائی کا کام کیا اور یہ دونوں اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے، ان کا یہی عزم اور حوصلہ اس وقت پھر بر روئے کار آیا اور وہ برہان کے عدم اجرا پر راضی نہیں ہوئے، اس لئے برہان آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے لیکن حالات اس درجہ غیر یقینی ہیں کہ کل کے لئے کوئی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی جس کا تذکرہ گذشتہ برہان میں آچکا ہے۔ ابھی چند روز